Al-Azhār

Volume 6, Issue 2 (July-Decmber, 2020)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://al-azhaar.org/issueone2020.html

URL: http://al-azhaar.org/issuetwo2019.html

Article DOI: https://doi.org/10.46896/arj.6i02.38

Title	The Scholars of Dir & Their Services of Hadith in Arabic Language: An Analysis
Author (s):	Sami Ur Rehman and Dr. Karim Dad
Received on:	29 January, 2020
Accepted on:	26 November, 2020
Published on:	26 December, 2020
Citation:	Sami Ur Rehman and Dr. Karim Dad, "Construction: The Scholars of Dir & Their Services of Hadith in Arabic Language: An Analysis," Al-Azhār: 6 no, 2 (2020): 32-49
Publisher:	The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

علمائے دیر کی عربی زبان میں حدیثی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

The Scholars of Dir & Their Services of Hadith in Arabic Language: An Analyses

سمیع الرحمان*

ڈاکٹر کریم داد**

Abstract:

The word Dir is derived from Sanskrit language, which means a place of worship or a monastery. The Greek would call Dir as "Goraaye". At some point in the past the word "yaghestān" was used as the name for Dir, Bajaur and Gilgit areas. Dir is comprised of beautiful valleys in the high peaked Hamalyas mountains in the province of Khyber pakhtunkhwa. It was a princely state. It is bounded by Chitral to the northe west, swat to the east, Malakand to the south, Bajaur and Afghanistan to its south west. At the time of independence of Pakistan, the state of Dir was ruled by Nawab shah jehan. Dir was acceded to Pakistan in 1969. It was given the status of district in 1970 and in 1996 itwas devided into two districts ,i.e lower and upper Dir. Dir has produced many renowned personalities in the politcs as well as in the religious field. This article belonges to the religious scholars ('ulamā) of District Dir and their remarkable contributions in the field of Hadith, specially in the Arabic language. Some of these scholars are; Maulana Ghulam Habib, Maulana shaikh Abdul shakoor, shaikh fida Muhammad, Maulana jamil Ahmad, Mauana abdul ghani, Qazi Abdul salam, Shaikh Abdul haleem and Qazi Hazrat Mahmood. In this research paper introduction of the Ulamā-e-Dir and their services of Hadith in Arabic language have been mentioned which will help inculcate the readers their outlook and will be an advantageous adition to the research endeavors.

Key Words:*The Scholars of Dir,Hadith, Arabic Language, Services*

---

*پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

تعارف:

دیر خیبر پختونخوا پاکستان کے شمال میں کوہ ہمالیہ کے بلند و بالا پہاڑوں اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل ایک علاقہ ہے۔ جو دو اضلاع (دیر اَپر اور دیر لوئر) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دیر سیاسی، مذہبی، علمی، سماجی اور تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل علاقہ ہے، اس علاقے پر مختلف لوگوں نے مختلف اوقات میں تحقیقی کام کیا ہے۔ نوجوان محقق سلیمان شاہد ایڈوکیٹ نے دیر کی تاریخ پر ایک کتاب "گمنام ریاست" لکھی۔ حبیب الرحمٰن میر منشی نے ایک کتاب "ریاست دیر تاریخ کے آئینے میں،، لکھی ہے۔ اس طرح اور بھی لوگوں نے دیر کی تاریخ پر کتابیں لکھی ہیں، لیکن علمائے دیر کی عربی زبان میں احادیث نبوی کی خدمات پر کوئی تحقیقی کام نہیں کیا گیا ہے، جس پر ضرورت محسوس کرکے یہ تحقیقی آرٹیکل لکھی گئی۔ امید ہے کہ یہ آرٹیکل علومِ اسلامیہ کے ساتھ ساتھ تاریخ کے محققین اور طلباء کے لیے بھی مفید ثابت ہوگا۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے دیر کا تعارف پیش کیا گیا ہے، اس کے بعد عربی زبان کی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر حدیث کا تعارف اور اس کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد عالم کی تعریف کی گئی ہے، پھر دیر کے چند علماء کا تعارف اور عربی زبان میں ان کی حدیثی خدمات کو بیان کیا گیا ہے اور آخر میں خلاصۃ البحث کے عنوان کے تحت اس آرٹیکل کا خلاصہ اور نتائج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دیر کا تعارف اور تاریخی پس منظر

دیر کا لفظ سنسکرت زبان سے ماخوذ ہے جس کا معنی خانقاہ اور عبادت کی جگہ ہے۔ یونانی دیر کو "گورائے" کے نام سے یاد کرتے تھے۔[1] دیر، باجوڑ اور گلگت کو "یاغستان" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔[2] دیر خیبر پختونخوا پاکستان کے شمال میں کوہ ہمالیہ کے بلند و بالا پہاڑوں اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل علاقہ ہے۔ اس کے شمال مغرب میں ضلع چترال، مشرق میں ضلع سوات، جنوب میں ملاکنڈ ایجنسی، جنوب مغرب میں باجوڑ اور اسلامی ملک افغانستان ہے۔ یہ ایک نوابی ریاست تھا، جس کا الحاق 1947ء میں پاکستان سے ہوا۔ 1979ء میں عوامی مطالبات کے پیش نظر حکومت پاکستان نے دیر، چترال اور سوات کی ریاستیں پاکستان میں مدغم کرکے ملاکنڈ ڈیویژن تشکیل کی۔ انگریزوں نے 1897ء میں محمد شریف خان کو نواب دیر کا لقب دیا تھا۔ 1904ء میں اس کی وفات پر بڑا بیٹا اورنگزیب خان عرف بادشاہ خان جانشین مقرر کیا گیا۔ اپنے چھوٹے بھائی میاں گل سے لڑائی کی اور دیر کے دو قلعوں کو قبضہ کئے۔ برطانوی چیف کمشنر نے ان کے درمیان صلح کرادی۔ دوبارہ 1912ء میں لڑائی کی نوبت آئی۔ 1914ء کو میاں جان جندول میں وفات ہو کر جنگ ختم ہوئی۔ 1917ء میں بادشاہ خان نے دوبارہ

علاقہ جندول پر قبضہ کیا۔1919ء میں سوات کے رعایا کی مدد سے بادشاہ خان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔1922ء میں گل شاہ زادہ کو اس علاقے سے نکالا گیا۔1925ء میں وفات پانے پر آپ کا بڑا بیٹا شاہ جہان خان کو معزول حکمران کا جانشین مقرر کیا گیا۔1930ء میں پورے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کے لوگ انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو شاہ جہان نے سرخ پوشوں کی فسادات بند کرنے کی غرض سے اپنے تمام وسائل برطانوی حکومت کو پیش کر دیئے۔اسی سال سوات اور دیر کے حدود متعین ہوئے۔1960ء میں شاہ جہان کو بدانتظامی کے الزامات کی وجہ سے حکومت پاکستان نے معزول کر کے گرفتار کیا اور ساتھ ہی نظر بند کیا۔اس کا بیٹا محمد شاہ خسرو جانشین بنایا گیا اور آپ کو چکدرہ کے مقام پر باضابطہ دیر کا نواب مقرر کیا گیا۔آپ دیر کے آخری نواب تھے۔1996ء میں انتظامی امور کی پیش نظر دیر کو دو اضلاع یعنی دیر بالا اور دیر پائین میں تقسیم کیا گیا۔[3]

عربی زبان اور اس کی اہمیت:

زبان انسانوں کی آپس کے افہام و تفہیم کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔اسی کے ذریعہ انسان اپنے قلب و دماغ میں آنیوالی باتوں کا اظہار کر سکتا ہے۔عربی زبان کو ام الالسنہ کہا جاتا ہے۔یہ سامی زبان ہے۔ماہرین لسانیات سامی زبانوں کو تین حصوں، کنعانی، آرامی اور عربی میں تقسیم کرتے ہیں۔[4]مسلمانوں کی زندگی میں عربی زبان کو ایک اہم مقام حاصل ہے، کیونکہ یہ ان کے دینی علوم کی زبان ہے۔قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے علاوہ اسلامی تعلیمات کا تقریبا سارا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔مسلمان اذان عربی زبان میں دیتے ہیں۔نماز عربی زبان میں ہی ادا کرتے ہیں۔مختلف اسلامی ممالک خصوصاً عرب ممالک کے ساتھ پاکستان کی سفارتی تعلقات ہیں، اور کافی تعداد میں روزگار کے لیے پاکستانی خلیجی ممالک کو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بھی عربی زبان کو اہمیت حاصل ہے۔عربی زبان ایک وسیع زبان ہے، عربی میں شہد کے لیے 80، تلوار کے لیے 30، سورج کے لیے 52، اونٹ کے لیے 1000، پانی کے لیے 70 اور سانپ کے لیے 200 نام آئے ہیں۔[5]

حدیث کا تعارف اور اہمیت:

لغت میں حدیث کا معنٰی گفتگو، نئی بات اور اہم واقعے کا ہے۔[6] قرآن مجید میں بھی حدیث کا لفظ لغوی معنٰی میں مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے۔اصطلاح میں علم حدیث سے مراد یہ ہے کہ

هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ أَقْوَالُرَسُوْلِ اللهِ، وأفعالهُ، وأحواله۔[7]

"علم حدیث سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے رسول ﷺ کے اقوال، آپ کے افعال اور آپ کے احوال معلوم کئے جائیں"۔

حدیث کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے؛

كُلُّ مَا أُضِيْفَ إِلىٰ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ قَوْلٍ، أَوْ فِعْلٍ، أَوْ تَقْرِيْرٍ، أَوْ صِفَّةٍ-[8]

"ہر وہ علم جو رسول ﷺ کی ذات گرامی آپ کے قول، فعل اور تقریر سے نسبت رکھتی ہے وہ حدیث ہے"۔

ابتداء اسلام سے مسلمانوں نے علوم القرآن کے ساتھ ساتھ علوم الحدیث کو بھی اپنے سینے سے لگایا ہے۔اس کے ذریعے آیات کی شانِ نزول، تفسیر،اجمال کی تفصیل، شرعی احکام کی تشریح وغیرہ معلوم ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے قیامت تک ہدایت کا سرچشمہ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ ہی ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ کی اہمیت کے بارے میں قرآن مجید میں کئی آیات کریمہ ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا-[9]

"نبی کریم ﷺ جو کچھ تمھیں دیدیں، اسے پکڑے رہو اور جس سے انہوں نے روکا ہے اس سے رک جاو"۔

آپ ﷺ نے احادیث کی اہمیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّه-[10]

"میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جن دو کو جب تک مضبوط پکڑے رہوں گے گمراہ نہ ہونگے، اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت"

جو لوگ حدیث کے میدان میں اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے برکت اور کامیابی کی دعا فرمائی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ [11]

"اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کوئی حدیث سُنے، پھر اُس کی پوری حفاظت کرے یہاں تک کہ دوسروں تک پہنچائے پس بہت سے حامل فقہ اپنے سے زیادہ فقیہہ کو پہنچائے گا"۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے؛

اَللّٰهُمَّ ارحَم خلفاءنا ،قُلنَا، يَا رَسُولَ اللهِ،وَمَا خُلَفَاؤكُم؟قَالَ:اَلذِينَ يَاتُونَ مِن بَعدِى،يَرُونَ اَحَادِيثِي وَسُنتَيِ،وَيُعَلِمُونَهَا النَاس-[12]

"اے اللہ میرے جانشینوں پر رحمت فرما، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ آپ ﷺ کے خلفاء سے کون مراد ہیں؟آپ ﷺ نے فرمایا میرے خلفاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں روایت کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے"۔

احادیث نبوی ﷺ کی اہمیت کے بارے میں ایک غیر مسلم مستشرق ڈاکٹر سپرینگر نے علم حدیث پر کام کر کے فن رجال کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد حیران ہو کر کہا کہ ایک شخصیت کے احوال اور اقوال کو محفوظ رکھنے کے لیے چھ لاکھ انسانوں کے حالات جمع کئے گئے۔[13]

تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں جتنے انقلابات و حوادثات سے گزر کر نسل انسانی موجودہ حالت تک پہنچی ہے، اور اس کی مذہبی، سیاسی اور اخلاقی الغرض تمام شعبوں میں بہتری آئی ہے تو یہ صرف اور صرف حدیث ہی کی وجہ سے آئی ہے۔ اللہ تعالی نے ہمیشہ کے لیے دین اسلام کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اس مقصد کے لیے ہر دور میں اللہ تعالی نے ایسے بندے پیدا کئے جنھوں نے اللہ کی مدد سے احادیث نبوی کی خدمت کی ہے۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کے دور میں پچاس 50 تک صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے احادیث کے تحریری ذخائر مرتب کئے۔ جن میں حضرت ابو ھریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ مشہور ہیں ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ڈیڑھ ہزار احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا مرتب کردہ مجموعہ احادیث استنبول کے کتب خانہ سعید پاشا میں مخطوط کی شکل میں موجود ہے۔

صحابہؓ کے بعد آپ کے شاگردوں (تابعین) نے بھی ڈھائی سو تک احادیث کے مجموعے مرتب کئے۔ ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم پر قاضی ابو بکر محمد بن عمرو بن حزمؒ نے احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا، عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ نے مدینہ میں عمر بن عبدالعزیز کے حکم پر ایک مجموعہ احادیث مرتب کیا۔ اس کے علاوہ کئی اور لوگوں نے بھی احادیث کے مجموعے مرتب کئے۔ اس کے بعد تبع تابعین نے احادیث کے مجموعے مرتب کئے۔ مثلاً محمد بن اسحاقؒ نے سیرت نبوی، غزوات رسول اور آپ ﷺ کی ذات اقدس پر مجموعہ مرتب کیا۔ ۱۴۰ھ میں امام مالکؒ نے موطا امام مالک مرتب کیا۔ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں امام عبدالرزاقؒ نے ایک مجموعہ مصنف عبدالرزاق مرتب کیا۔ مشہور محدث امام احمد بن حنبلؒ نے مسند امام احمد بن حنبل مرتب کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ کی مسند کے بعد امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح البخاری مرتب کیا۔ صحیح بخاری کے بعد امام مسلمؒ نے صحیح المسلم مرتب کیا۔ امام ابو داودؒ نے پانچ لاکھ احادیث میں سے چار ہزار آٹھ سو احادیث منتخب کر کے سنن ابی داود مرتب کیا۔ سنن ابی داود کے بعد امام ترمذی نے جامع ترمذی مرتب کیا۔ ترمذی کے بعد امام نسائی نے سنن نسائی کے نام سے احادیث کا مجموعہ مرتب کیا۔ سنن نسائی کے بعد امام ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ کے نام سے احادیث کا مجموعہ مرتب کیا۔ ان چھ کتب احادیث کو صحاح ستہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء محمد بن قاسمؒ کی فتح سندھ کے ساتھ ہوئی۔ آپ کے ساتھ عرب کے

بڑے محدثین نے آکر علم حدیث کی خدمات انجام دیں۔ مغلیہ دور میں علم حدیث پر بہت کام ہوا ان میں سے بڑی شخصیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے مشکوٰۃ المصابیح کی دو شرحیں تیار کیں۔ایک شرح(اشعۃ المعات فی شرح المشکوٰۃ)فارسی میں لکھی اور دوسری شرح(لمعات التنقیح)عربی میں لکھی۔ شاہ ولی اللہؒ نے موطا امام مالک کی دو شرحیں تحریر کیں۔ ایک شرح عربی میں "المسویٰ" کے نام سے اور دوسری فارسی میں "المصفیٰ" کے نام سے لکھی۔آپ کے بعد آپ کے شاگردوں نے برصغیر کے کونے کونے میں علم حدیث کی شمعیں روشن کیں۔اسی طرح بیسویں صدی عیسوی میں بھی علمائے ہند نے حدیث کی بڑی خدمت کی ہے۔ مثلاً سید مناظر احسن گیلانی نے سب سے پہلے ایک کتاب تاریخ تدوین حدیث کے نام سے لکھی۔[14] اس کے بعد دوسرے علمائے کرام نے حدیث کی تحریری اور تقریری خدمات احسن طریقے سے انجام دیں۔ برصغیر کے دوسرے علاقوں کی طرح علمائے دیر نے بھی احادیث نبویﷺ کی تقریری اور تحریری خدمات انجام دی ہیں اور اب بھی دیر کے کئی علماء اسی خدمت میں مگن ہیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ جو سارے مسلمانوں کی تحسین اور شکریہ کے مستحق ہیں۔

عالم کا تعارف اور اس کی اہمیت:

وہ لوگ ہیں جو دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہوں، یا کسی یونیورسٹی سے اسلامی علوم و فنون میں ایم فل، پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ہو اور دینی علوم کے ماہر ہوں، علماء کہلائے جاتے ہیں۔[15] دین اسلام کے مختلف شعبوں کی تشریح و توضیح کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف افراد پیدا کئے جن کا تعلق مختلف علاقوں اور قوموں سے تھا ۔اہل علم کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں عزت دی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں؛

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔[16]

"اللہ تم میں سے اہل علم و اہل ایمان کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہیں اللہ (سب) جانتا ہے"۔

علمائے کے بارے میں یہ بشارت ہے؛ان العلماء ورثۃ الانبیاء۔[17] "علماء تو انبیاء کے وارث ہیں"۔

الغرض علمائے کرام کو اللہ اور اللہ کے رسولﷺ نے بڑا مقام دیا ہے۔

عربی زبان میں علمائے دیر کی حدیثی خدمات:

دیر سے تعلق رکھنے والے وہ علماء جنہوں نے عربی زبان میں کسی نہ کسی شکل میں کوئی خدمت انجام دی ہے ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے، جن کا احاطہ اس آرٹیکل میں نہیں کیا جا سکتا، مگر یہاں پر ان میں سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

ا۔ مولانا غلام حبیب:

تعارف:

مولانا غلام حبیب ولد عبدالسید، گاؤں کالہ ڈاکہ شیر خانی میں ۱۹۳۴ء کو پیدا ہوئے۔آپ نے ۱۹۵۲ء میں سوکنو پشاور سکول سے جماعت ہشتم کا امتحان پاس کیا۔آپ نے ابتدائی علوم ۱۹۵۳ء تا ۱۹۶۲ء دارالعلوم سرحد پشاور میں، ۱۹۶۲ء میں سیدو شریف کے سرکاری دارالعلوم میں منطق، ۱۹۶۵ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے سنن الترمذی، مولانا رسول خان ہزاروی سے صحیح مسلم اور مولانا عبدالرحمٰن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور سے سنن ابی داود پڑھی۔ ۱۹۶۶ء میں مولانا طیب، مولانا رسول خان ہزاروی، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا عبدالرحمٰن سے دورہ حدیث کیا۔

علمی خدمات:

۱۹۷۷ء میں آپ دوبئی تشریف لے گئے۔ وہاں ۲۵ سال تک حدیث کی تدریس کی۔ واپس آکر مولانا فضل اللہ کے مدرسہ معارف تیمر گرہ میں چار سال تک حدیث کی تدریس کی۔اس کے بعد احیاء العلوم تیمر گرہ تشریف لے گئے اور وہاں تاحال حدیث پڑھاتے ہیں۔ آپ ایضاح الطحاوی (شرح طحاوی)، ترجیح المعانی (شرح ترمذی) تقریر مسلم (شرح مسلم) مخطوطہ خاصیات ابواب اور طالق محمود (شرح ابوداود) لکھ رہے ہیں۔آپ نے صحیح بخاری کی ایک شرح ''مصباح القاری'' بھی لکھی ہے۔[18] یہ عربی زبان میں ہے، جس کا منہج درج ذیل ہے؛

مصباح القاری شرح صحیح البخاری تاحال مخطوط ہے، جس میں آپ نے مشکلات بخاری ذکر کی ہیں۔ یہ ایک مقدمہ، پانچ فصول اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس میں آپؒ نے حجیتِ حدیث پر کافی تفصیلی بحث کی ہے اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ حجیت حدیث پر بحث کر کے لکھتے ہیں کہ؛

اعلم ان للنبیﷺ اوصاف، منها انه مبلِغ کقوله تعالیٰ؛ بلغ ما انزل الیک،ومنها انه مبیِن لقوله تعالیٰ؛ انا انزلنا الیک الذکر لتبین للناس، ومنها انه معلِم کقوله؛ یعلمهم الکتاب والحکمة، ومنها انه مبیِن الحلال والحرام کقوله؛ یحرم علیهم الخبائث۔ ونحن مکلفون باتباع الرسولﷺ لقوله تعالیٰ؛ امنوا بالله ورسوله، وتبعوه، وقد جعل الله طاعة رسوله طاعةلله بعینه کقوله تعالیٰ؛ ومن یطع الرسول فقد اطاع الله۔[19]

"جان لو کہ محمد ﷺ کے اوصاف میں سے یہ ہیں کہ آپ مبلغ تھے۔ جیسا کہ اللہ کا قول ہے کہ انہیں پہنچادو جو کچھ تمہیں نازل ہوا، اور آپ ﷺ بیان کرنے والے ہیں جیسا کہ اللہ کے قول سے واضح ہے کہ بے شک ہم نے آپ ﷺ کو ذکر نازل کی تا کہ لوگوں کو واضح کریں۔ آپ ﷺ معلم تھے جیسا اللہ کا قول ہے کہ ان کو کتاب و

حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔اس طرح آپ ﷺ حلال و حرام واضح کرنے والا ہے، جس طرح اللہ کا قول ہے کہ آپ ان پر خبائث کو حرام کرتے ہیں۔اور ہم رسول ﷺ کی اتباع پر مکلّف ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان لاو اور رسول کی اطاعت کرو، کونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔

منکرین حدیث کے اعتراضات ذکر کر کے جواب دیتے ہیں۔مثلاآپ ؒ کہتے ہیں کہ منکرین حدیث کا یہ جو کہناہے کہ؛ان القرآن مبيِن لكل شئى وكل واحد يفهم به فلا حاجة الى الاحاديث

"بے شک قرآن ہر چیز کو بیان کرتا ہے اور ہر ایک اس کو سمجھتا ہے تو اس لیے حدیث کی کوئی ضرورت نہیں"۔

یعنی منکرین حدیث کہتے ہیں کہ ہر چیز کا بیان قرآن میں موجود ہے، تو اس لیے احادیث کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو ان کی یہ بات غلط ہے، کیونکہ قرآن نے نماز کا ذکر کیا ہے، لیکن اس کا طریقہ کار رسول ﷺ نے عملی طور پر بتایا ہے۔اس طرح اور بھی کئی احکام ہیں جو کہ مجمل ہیں جن کی وضاحت ہمیں سنت رسول ﷺ سے ہی ملتی ہے۔اس طرح موصوف نے اس کا جواب یوں بھی دیا ہے کہ قرآن میں بعض احکام بیان کئے گئے ہیں، جو بعد میں منسوخ ہوئے۔ جن کا نسخ احادیث سے ثابت ہے۔مثلا رمضان میں اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنا حرام تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوا، جس کی حرمت احادیث سے ثابت ہے قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں۔اس وجہ سے منکرین حدیث کا اعتراض بے جا ہے اور احادیثِ نبویہ احکام شرعیہ کی وضاحت کے لیے لازم ہیں۔

اسی طرح آپ ؒ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ؛

ان تشريحات النبیﷺ للقرآن كانت مختصة بزمانه و يمكن التفسير والتبدل فيه بلحاظ الزمان۔ اجيب عنه قال الله تعالىٰ واطيعو الرسول فطاعته واجبة الى يوم القيامة فى تعليماته وغيرها فيما ثبت عنه وقوله تعالىٰ يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا۔[20]

"آپ ﷺ نے قرآن مجید کی جو تشریحات کی ہیں وہ اس زمانے تک خاص تھیں اور ان میں بلحاظ زمان اس کی تفسیر میں تبدیلی ممکن ہے۔تو آپ ؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول کی اطاعت کرو، تو اس سے آپ ﷺ کی تعلیمات وغیرہ کی اطاعت قیامت تک واجب ہو گیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا جو ارشاد ہے کہ اے لوگوں میں تم سب کے لیے اللہ کا رسول ﷺ ہوں"۔

آپ ؒ نے معترضین کا جواب دلیل سے دیا کہ جس طرح آپ ﷺ قیامت تک تمام انسانوں کے لیے رسول ہیں تو اسی طرح آپ کی تعلیمات پر عمل کرنا بھی تا قیامت لازم ہو گا۔

صحیح بخاری کے تراجم پر بحث کر کے لکھتے ہیں کہ مقاصد البخاری من تراجمه فی صحیحه کثیرة لکن باعتبار الاصول هذه،یکون فی اکثر الاوقات الحدیث عاماً ویکون مقصوده خاصا،واحیاناً تکون التر جمة شرحاً للحدیث اذا کان الحدیث مبهماً۔[21]

" صحیح بخاری کا ترجمہ کرنے کی کئی مقاصد ہیں لیکن باعتبار اصول اس کا مقصد یہ ہے کہ اکثر اوقات حدیث عام ہوتا ہے لیکن اس کا مقصد خاص ہوتا ہے اور کبھی کبھار ترجمہ حدیث سے ابہام کو دور کر کے اس کی تشریح کرتا ہے"۔

حدیث کی کتابوں پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ؛

فکتب الاحادیث خمسة عشر نوعا الاول الصحاح جمع صحیح و هو الکتاب الذی التزم المصنف علی نفسه ایراد الاحادیث الصحیحة فیه،ولحدیث الصحیح هو الذی روعی فیه ستة شروط۔[22]

"احادیث کے کتب کی اقسام پندرہ ہیں، جن میں پہلی قسم الصحاح ہیں، جو صحیح کی جمع ہے اس کتاب کو کہتے ہیں جس کے لکھنے میں مصنف کا مقصد صحیح احادیث کو جمع کرنا ہو۔ صحیح حدیث وہ ہے جس میں چھ شرائط موجود ہوں۔

معتزلہ کے اقوال ذکر کر کے ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ مثلا معتزلہ کہتے ہیں کہ،

النبوة عهدة من الله،وانها تحصل بالکسب کما ان الولایة تحصل بلکسب۔[23]

"معتزلہ کہتے ہیں کہ نبوت اللہ کی طرف سے ایک عہد ہے اور یہ محنت سے حاصل کی جاتی ہے جس طرح ولایت محنت سے حاصل کی جاتی ہے"

توآپؒ لکھتے ہیں کہ معتزلہ کی یہ بات غلط ہے کہ محنت و مشقت کی وجہ سے نبوت ملتی ہے، بلکہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے اور اللہ جس کے لیے چاہے نبوت عطا کرتا ہے۔

صحیح بخای کی ترتیب کے بارے میں کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ کے علاوہ دوسرے علمائے کرام طہارت اور ایمانیات وغیرہ سے اپنی تصانیف شروع کرتے تھے لیکن آپ نے اپنی تصنیف کا آغاز وحی سے کیا کیونکہ وحی پر تمام احکام شرعیہ کا دارومدار ہے۔آپؒ وحی کو دلائل عقلیہ سے ثابت کر کے لکھتے ہیں کہ وحی کی حقانیت کا اندازہ اس سے لگایا جاتا ہے کہ آج کل میلوں فاصلے پر موجود شخص کے ساتھ موبائل پر رابطہ رکھا جا سکتا ہے تو اس طرح وحی کے ذریعے بھی نبی ﷺ کو اللہ کا پیغام پہنچنا کوئی عجیب بات نہیں۔

۲۔ شیخ عبدالشکور:

تعارف

شیخ عبدالشکور ولد محمد ہاشم ۱۹۵۵ء کو خان آباد م جندول دیر پائین میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی علوم اپنے بڑے بھائی اور علاقے کے دوسرے علمائے کرام سے حاصل کی۔ ۱۹۶۴ء کو حصول علم کے لیے باجوڑ چلے

گئے۔ وہاں پر آپ نے مولانا فضل حق دیوبندی عرف ایراب بابا سے صرف ونحو وغیرہ کتب پڑھی۔ ۱۹۶۷ء کو آپ اپنے گاؤں جندول میں شیخ احسن الحق جندولی دیوبندی سے فصول اکبری، کافیہ وغیرہ کتب پڑھی۔ شیخ محمد رحمٰن جندولی عرف شاہ مولوی سے منطق کی بعض رسائل پڑھی۔ ۱۹۷۰ء کو آپ نے شانگلہ پار میں شیخ فرید سے قرآن مجید کی تفسیر، تلخیص المفتاح اور شافیہ پڑھی۔ اس طرح شیخ منارس عرف ذوالفقار سے مختصر المعانی اور کلیات شرح ملا جامی شانگلہ میں پڑھی۔ اس کے بعد جاکوئی سوات میں شیخ عبدالحلیم سے سلم العلوم، ملاحسن وغیرہ کتب پڑھی۔ اس کے بعد چکیسر میں شیخ عنایت الرحمٰن سے علم کلام و منطق اور فلسفہ کی کتب پڑھی۔ ۱۹۷۴ء کو سوات دارلعلوم میں ہندسہ، اُصول فقہ وغیرہ کتب دو سال تک پڑھی۔ شیخ عبدالمجید بونیری عرف بازار گے بابا سے دارلعلوم سیدو سوات میں تحریر اقلیدس وغیرہ کتب پڑھی۔ علامہ عبدالمجید عرف نمل باباؒ سے اصول شاشی، نورالانوار وغیرہ کتب پڑھی۔ اس طرح جامعہ دارلعلوم سیدو میں علامہ رحیم اللہ کوہستانی سے کنز، مطول، مسلم الثبوت وغیرہ کی کتب پڑھی۔ علامہ محمد صدیق عرف جونکئ بابا جی سے ضابطۂ میراث وغیرہ کتب پڑھی۔ ۱۹۷۶ء کو مردان میں شیخ عبدالسلام رستمیؒ سے موقوف علیہ کی کتب پڑھی۔ ۱۹۷۸ء کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان سے شھادۃ العالمیہ کی سند حاصل کی۔ آپ کو علامہ محمد طیب صدر المدرسین ورئیس الجامعہ دارلعلوم دیوبند نے احادیث کی اجازت دی۔ اس طرح شیخ علامہ محمد زکریا کاندھلویؒ صدر مدرسین دارلعلوم سہارنپور، علامہ ابوالحسن علی میاں الندویؒ اور علامہ عزیر گل اسیر مالٹا سخاکوٹ سیرئی ملاکنڈ نے احادیث کی اجازت دی۔ آپ نے ۱۹۶۹ء کو شیخ محمد طاہر پنج پیر سے، ۱۹۷۰ء کو شانگلہ پار میں مولانا افضل خان سے، ۱۹۷۶ء کو رستم میں شیخ عبدالسلام رستمیؒ سے، علامہ شیخ غلام اللہ خان راولپنڈی سے اور ۱۹۷۷ء کو کراچی کی جامعہ دارلعلوم اسلامیہ بنوری ٹاون میں دورہ تفسیر پڑھی۔

علمی خدمات:

دور طالب العلمی میں شیخ عبدالسلام کے مدرسہ میں تین سال تحدیث کی کتب پڑھائی۔ فراغت کے بعد اسی مدرسہ (تعلیم القرآن رستم) میں تین سال تحدیث پڑھائی۔ اس کے بعد علامہ عبدالغفور کے مدرسہ جار باجوڑ میں چار سال تحدیث پڑھائی۔ ۱۹۸۴ء تاحال دارلعلوم اشاعت التوحید والسنۃ خال دیر پائین میں حدیث پڑھا تے ہیں۔ آپ نے اصول حدیث پر ضخیم تین جلدوں میں "الاسرار فی کتاب العزیز الغفار" مشکوۃ المصابیح پر پانچ جلدوں میں ایک شرح لکھا ہے۔ اور ابھی صحیح بخاری کی ایک شرح "نبراس الساری بشرح صحیح البخاری" لکھ رہے ہیں۔ موصوف نے "تنظیف الاءذھان من نسیم القرآن ویلیه سلک

الفرآئد فی نظم الشواھد" پشتو زبان میں لکھی ہے۔اس میں آپ نے قرآن کی سور کی حاصلات بیان کی ہیں۔آپ نے عربی زبان میں ضبط الاصول لما نُسب الی الرسول ﷺ لکھی ہے۔

ضبط الاصول لما نُسب الی الرسول ﷺ کا تعارف و خصوصیات:

آپ کی یہ دوسری تصنیف ہے اور یہ ۱۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔آپ نے اس کتاب میں قرآن کی روشنی میں یہودیوں کی ۷۰ قباحتیں بیان کی ہیں۔مثلاً یہود کا بچھڑے کو اِلٰہ بنانا، جس کا تذکرہ سورہ بقرہ کی آیات ۵۱ اور ۵۲ میں ہے۔اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا سوال کرنا، جس کا ذکر سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵۵ میں ہے۔عبداللہ بن سبا یہودی نے مسلمانوں کے درمیان آپ ﷺ کی موت، دفن کرنے کی جگہ، آپ ﷺ کے نماز جنازہ کی امامت، میراث نبوی اور وجوب زکوٰۃ کے بارے میں اختلافات پیدا کئے۔آپؒ لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن سبا نے نبی کریم ﷺ کی موت کے بعد مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کئے، تاکہ مسلمان متفق نہ رہ سکے اور انہیں عروج کے بجائے زوال کا سامنا کرنا پڑے۔[24]

حدیث میں مشغول لوگوں کے لیے کچھ آداب بیان کرکے لکھتے ہیں کہ ادب سے مراد انسان میں موجود اچھی خصلتیں ہیں۔آپ نے ادب کے بارے میں علمائے کرام اور فضلاء کے ۱۲ مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔مثلاً آپؒ لکھتے ہیں کہ آپ کو اگر خیر کی کوئی بات پہنچے تو اس پر عمل کرو چاہے ایک دفعہ کیوں نہ ہو، کیونکہ آپ اس پر عمل کرنے والوں میں شمار ہونگے۔اسی طرح حدیث بیان کرنے والے شیوخ کے آداب بھی بیان کئے ہیں۔مثلاً نیت میں اخلاص کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شیوخ کو حدیث کی بے لوث خدمت کرکے نیت خالص رکھنی چاہئے۔[25]

برصغیر پاک و ہند میں فتنہ انکار حدیث کی بنیاد عبداللہ چکڑالوی اور غلام احمد پرویزی نے رکھی، جس نے قرآن کی اپنی رائے سے تفسیر کی اور کہنے لگے کہ حدیث عجمیوں کی تدبیر ہے۔موصوف لکھتے ہیں کہ حدیث جو احکام شرعیہ کا دوسرا مصدر رہے۔اللہ نے خود بھی حدیث نبوی کو اہمیت دی ہے اور مسلمانوں کو حدیث نبوی پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے، لیکن غیر مسلموں کی طرح عبداللہ چکڑالوی اور غلام احمد پرویز نے حدیث نبوی کو مصدر ماننے سے انکار کرکے قرآن مجید کی حدیث سے تفسیر کرنے کی مخالفت کی۔[26]

منکرین حدیث کی شبھات بیان کرکے ان کے جوابات بھی تحریر کی ہیں۔مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ بعض منکرین حدیث کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اور ہم پر صرف کتاب اللہ (قرآن مجید) کی اطاعت لازم ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کی اطاعت صرف اصحاب رسول ﷺ پر واجب ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ رسول ﷺ

کی اطاعت ممکن ہے کہ واجب ہو، لیکن آپ ﷺ کی احادیث پر بطور سند اعتماد نہیں۔اور ثبوت میں یہ آیات پیش کرتے ہیں کہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ [27]

"اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے"

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ [28]

"اوران پیغمبروں کو دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا)اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں"

اور کہنے لگے کہ حدیث تو انسان کی بات ہے۔اس لیے کسی انسان کو انسان کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔موصوف نے ان کے جوابات یوں ذکر کی ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ قرآن کے مضامین مواعظ، ترغیب اور ترھیب میں آسان ہیں اللہ کا یہ ارشاد "مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ "اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن کی وضاحت کرنا نبیؐ کی بیان کے ساتھ پیوست ہے۔اس طرح دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ انسان کو کی گئی وحی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے تو کتاب اللہ پر تو اس کا زیادہ بے اعتمادی ہے، کیونکہ وہ وحی متلو ہے۔

حجیت حدیث کے بارے میں دلائل پیش کرتے ہیں۔مثلاً لکھتے ہیں کہ قرآن میں بیت المقدس سے منہ موڑنا وحی جلی ہے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ موڑنا وحی خفی ہے جو وحی غیر متلو ہے۔اس بارے میں کئی اور آیات کریمہ دلیل کی طور پر نقل کی ہیں اس طرح لکھتے ہیں کہ نماز، حج وغیرہ احکام قرآن اجمالاً قرآن میں ہیں لیکن ان کی تفصیل سنت میں دی گئی ہے۔[29]

احادیث کی کتابت کے بارے میں معترضین کے اعتراضات ذکر کر کے ان کے جوابات بھی تحریر کرتے ہیں۔آپ لکھتے ہیں کہ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے قرآن کے علاوہ اور کچھ نہ لکھنا اور جس نے قرآن کے علاوہ کچھ اور لکھا ہو تو وہ اس کو محو کریں۔اس سلسلے میں کئی اور احادیث نقل کی ہیں۔موصوف نے اس بارے میں علمائے کرام کے یہ اقوال ذکر کئے ہیں کہ ابتداء میں آپ ﷺ نے اس لیے یہ حکم دیا تھا تاکہ قرآن کے ساتھ احادیث نبوی خلط ملط نہ ہو جائے۔لیکن اس کے بعد آپ ﷺ نے حدیث لکھنے کی اجازت دی جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آپ ﷺ کے مجلس میں بیٹھے تھے اس نے نبی ﷺ سے حدیث سنی اور یاد رکھنے کی کوشش کی لیکن یاد نہ رکھ سکے اور رسول ﷺ کو اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو یعنی اس کو لکھو۔اسی طرح دوسری دلیل یہ بھی ذکر کی ہے کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے خطبہ دیا تو ابو شاہ نے عرض کیا یارسول ﷺ؛ میرے لیے لکھیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ابو شاہ کے لیے لکھیں۔[30]

راویوں کے پانچ اقسام ذکر کی ہیں۔(۱) کثیر الضبط اور کثیر الملازمہ ہو جیسا کہ یونس بن زیاد ۔(۲) کثیر الضبط لیکن قلیل الملازمہ ہو جیسا کہ امام اوزعی۔(۳) قلیل الضبط و کثیر الملازمہ جیسا کہ جعفر بن مروان۔(۴) قلیل الضبط و قلیل الملازمہ ہو جیسا کہ مثنیٰ بن صباح (۵) قلیل الضبط و قلیل الملازمہ مع غوالی جیسا کہ محمد بن سعید۔ صحابہ کرام کے بارہ طبقات بیان کئے ہیں۔ مثلا؛ خلفاء الراشدین، اصحاب دار الندوۃ، مہاجرین حبشہ، اصحاب عقبہ اولیٰ، اصحاب عقبہ ثانیہ، مہاجرین جو قباء میں آپ ﷺ کے ساتھ ملے۔اہل بدر، حدیبیہ اور بدر کے درمیان ہجرت کرنے والے، اہل بیعت رضوان، وہ مہاجر جنہوں نے حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان ہجرت کی، وہ لوگ جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، وہ بچے جنہوں نے آپ ﷺ کو یوم الفتح اور حجۃ الوداع وغیرہ میں دیکھا۔آپ نے دوسری ترتیب یوں بیان کی ہے۔ طبقہ اولیٰ اصحاب رسول ﷺ، طبقہ ثانیہ ۱۰۰ھ تا۱۲۵ھ، طبقہ ثالثہ ۱۲۵ھ تا ۱۵۰ھ، طبقہ رابعہ ۱۵۰ھ تا ۲۰۰ھ، طبقہ خامسہ ۲۰۰ھ تا ۲۲۵ھ۔[31]

۳۔ شیخ فدا محمد

تعارف:

فدا محمد ولد محمد اسماعیل ۱۹۴۷ء کو کوٹیگرام میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اوچ میں شجادی استاد سے حاصل کی تھی۔ ۱۹۹۰ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کی ڈگری بطور پرائیویٹ طالب العلم حاصل کی۔آپ نے ابتدائی دینی علوم سید شاہ ہشتنغر پشاور سے حاصل کی۔اس کے بعد خال مدرسہ زور منڈی میں آٹھ سال تک مولانا نقیب احمد کے شاگرد رہے۔ ۱۹۷۰ء کو مولانا غلام اللہ خان سے تعلیم القرآن راولپنڈی میں دورہ حدیث پڑھی اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔

علمی خدمات

۱۹۷۰ء تا۱۹۷۵ء قاری سعید الرحمٰن کے مدرسہ میں حدیث کی تدریس کی۔۱۹۷۶ء تا۲۰۰۸ء مدرسہ رحمانیہ درگئی میں استاد الحدیث کے فرائض انجام دیئے۔آپ ۲۰۰۸ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔آپ نے اپنے استاد عبدالرحمٰن مینوی کی درس بخاری اور درس ترمذی کو قلمبند کیا تھا۔آپ کے شاگردوں نے بھی آپ کے دورس لکھے ہیں۔[32]

مولانا جمیل احمد

تعارف:

مولانا جمیل احمد ولد قاضی ولی محمد عرف دیر مولوی صاحب ۱۹۵۱ء کو گاوں کوٹیگرام میں پیدا ہوئے۔آپ نے پرائمری تا میٹرک تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول اوچ میں حاصل کی۔ میٹرک کے بعد دینی علوم کے

لیے جامعہ تفہیم القرآن مردان چلے گئے اور وہاں سے فراغت تک تعلیم حاصل کی۔۱۹۷۸ء کو سند فراغت کے بعد ریاض میں کلیۃ اصول الدین میں داخلہ لے کر وہاں سے ۱۹۸۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔آپ نے مختلف مدارس مثلاً پنج پیر، مفتاح العلوم شیر گڑھ اور شیخ عبدالسلام رستمی کے مدرسہ بڑہ بیر پشاور وغیرہ میں علم کی پیاس بجھائی۔ مولانا گوہر رحمان، مولانا عنایت الرحمٰن، شیخ منیر، شیخ نقیب احمد رباطی اور شیخ محمد طاہر پنج پیری وغیرہ آپ کے خاص اساتذہ کرام ہیں۔

علمی خدمات

کلیۃ الشریعۃ محمد ابن مسعود الاسلامیہ ریاض میں کلیۃ اصول الدین سے فراغت کے بعد پاکستان تشریف لائے اور تین سال تک جامعہ رحمانیہ درگئی میں احادیث کی درس وتدریس کی۔اس کے بعد سعودی عرب تشریف لے گئے اور وہاں جدہ سعودی عرب میں محکمہ الکبریٰ (سپریم کورٹ) میں ایڈیٹر مقرر ہوئے۔اس کے ساتھ مسجد تقویٰ جدہ میں امامت کی فرائض بھی انجام دیتے رہے اور ساتھ احادیث بھی پڑھائی۔ عربی کے ایک رسالہ میں آپ کے مضامین بھی چھپوائے جاتے تھے۔آپ نے حزب اسلامی کے ساتھ ہو کر روس کے خلاف افغانستان کیجہاد میں شرکت کی۔۱۹۷۸ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔آپ ۲۰۰۸ء کو فوت ہوئے۔[33]

۴۔ مولانا عبدالغنی

تعارف:

مولانا عبدالغنی ولد مولانا حیدر علی ۱۹۱۸ء کو تیمر گرہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی دینی علوم اپنے والد محترم اور چچازاد بھائی مولانا محمد حسن سے حاصل کی۔آپ ۱۳۴۹ھ کو دار لعلوم دیوبند تشریف لے گئے چونکہ وہاں آپ نئے گئے تھے اس لیے آپ کے لیے وظیفہ نہ تھا تو آپ وہاں سے مدرسہ صدیقیہ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں داخلہ لیا۔ ۱۳۵۰ھ میں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ڈابھیل چلے گئے۔ ۱۳۵۱ھ میں مولانا عبدالرحمٰن سے مدرسہ امدادالاسلام میرٹھ میں ہدایہ اخیرین، صدرا، شمس بازغہ اور حمداللہ وغیرہ کتب پڑھی۔اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مولانا مفتی عتیق الرحمٰن سے السبع معلقات، حسامی، مسلم، اور ہدایہ اولین پڑھی۔ ۱۳۵۴ھ کو آپ نے دار لعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور وہاں سے ۱۳۵۸ھ کو سند فراغت حاصل کی۔ ۱۳۵۸ھ کو مولانا حسین احمد مدنی ، مولانا ابراہیم بلیاوی، مولانا میاں اصغر حسین، مولانا شمس الحق افغانی اور مولانا مفتی شفیع سے جامعہ دیوبند میں دورہ تفسیر پڑھی۔ ۱۳۵۸ھ کو مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ابراہیم بلیاوی، مولانا میاں اصغر حسین، مولانا شمس الحق افغانی اور مولانا مفتی شفیع سے جامعہ دیوبند میں دورہ حدیث پڑھی۔آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد

محترم، مولانا محمد ادریس، مولانا عبدالرحمٰن ہزاروی، مولانا مفتی عتیق الرحمٰن، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمد ابراہیم، مولانا شمس الحق افغانی اور مفتی محمد شفیع وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

علمی خدمات

۱۳۵۸ھ میں فراغت کے بعد مدرسہ علی گڑھ میں احادیث کی کتب پڑھائیں۔ ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو ۱۳۷۰ھ کو آپ کو دارلعلوم اکوڑہ خٹک میں مدرس مقرر کئے گئے، وہاں پر آپ نے تیس سال تدریس کی۔ ۱۳۹۰ھ (۱۹۷۶ء) کو اکبر دارالعلوم مردان میں اپنے استاد مولانا شمس الحق افغانی کے حکم پر آپ کے ساتھ درس وتدریس شروع کی۔ اکبر دارالعلوم کی ناکامی پر آپ نے آس پاس کے مختلف مدارس میں احادیث کی تدریس کی۔ آپ ۱۹۸٦ء کو فوت ہوئے۔[34]

۵۔ قاضی عبدالسلام

تعارف:

قاضی عبدالسلام ولد مولانا محمد حسین تالاش میں ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے جماعت پنجم تک تعلیم دہلی میں حاصل کی۔ اور ابتدائی دینی علوم صرف، نحو اور جلالین وغیرہ اپنے والد محترم سے پڑھی۔ اس طرح باقی علوم وفنون دہلی میں پڑھی۔ آپ نے شیخ نصیر الدین غور غشتوی سے دورہ تفسیر اور دورہ حدیث پڑھی۔ آپ نے اپنے والد مولانا محمد حسین اور مولانا نصیر الدین غور غشتوی وغیرہ سے علم حاصل کی۔

علمی خدمات

فراغت کے بعد آپ نے چار سال تک دارالعلوم ٹنڈوالٰہ یار سندھ میں حدیث کی تدریس کی۔ اس کے بعد دارالعلوم انوار العلوم گوجرانوالہ میں دس سال تک حدیث کی تدریس کی۔ اس کے بعد چار سال تک صدر مدرسہ میانوالی میں حدیث پڑھائیں۔ اس کے بعد چار سال تک پشاور غلیجئی کنڈر خیل (اصحاب بابا) میں حدیث کی تدریس کی۔ اس کے بعد دارالعلوم معارف تیمر گرہ تشریف لے گئے اور وہاں چار سال سے تا حال حدیث پڑھاتے ہیں۔[35]

۷۔ شیخ عبدالحلیم عرف دیر باباجی

تعارف:

شیخ عبدالحلیم عرف دیر باباجی ولد محمد یوسف ۱۹۳۲ء کو اوچ تحصیل ادینزئی دیر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی علوم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ دارلعلوم مظاہر العلوم

سہارنپور گئے اور وہاں صرف و نحو کی کتب پڑھی۔ تقسیم ہند سے بیس دن پہلے گاؤں واپس ہوئے تو مولانا نقیب احمد کے مشورے پر دار لعلوم رفیع الاسلام تشریف لے گئے اور معروف عالم دین مولانا عبدالغفور سے شرح جامی اور شرح تہذیب پڑھ کر دو سال تک ان سے استفادہ کیا۔ ۱۹۵۱ء کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مولانا محمد یوسف بونیری سے مختلف کتب پڑھیں۔ ۱۹۵۸ء کو آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں مختلف علمائے کرام سے دورہ تفسیر اور دورہ حدیث پڑھیں۔ مولانا عبدالغفور، مولانا نقیب احمد اور مولانا محمد یوسف وغیرہ آپ کے مشہور اساتذہ ہیں۔

علمی خدمات

۱۹۵۹ء میں مدرسہ انوارالعلوم گوجرانولہ تشریف لے گئے اور وہاں تدریس شروع کی۔ اس کے بعد قاضی حسام الدین کوہاٹ کے مدرسہ میں صدر مدرس کی خدمات انجام دیتے رہے اور وہاں پر احادیث کی کتب پڑھائی۔ ۱۹۷۰ء میں اپنے آبائی گاؤں تشریف لے گئے اور طلباء کو تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ علوم وفنون پڑھاتے رہے۔ شیخ عبدالحق صاحب نے آپ کو دار لعلوم حقانیہ میں پڑھانے کی دعوت دی، جس پر آپ وہاں جاکر تدریس شروع کی اور تاحال جاری ہے۔ آپ کے طلباء نے آپ کی دروس کو کتب کی شکل میں محفوظ کیا ہے۔ مثلاً آپ کے شاگرد مفتی شاہ اورنگزیب حقانی نے آپ کے ترجمہ وتفسیر کے دروس نوٹ کر کے ان کو ایک تفسیر کی شکل دے رہے ہیں۔ اسی طرح مشتاق احمد حقانی سلسلہ قادریہ کے اسباق ووظائف کے بارے میں آپ کے ملفوظات جمع کر کے شائع کر رہے ہیں۔ 36

۸۔ قاضی حضرت محمود

تعارف:

قاضی حضرت محمود ولد مولانا عبدالعزیز ۱۹۳۳ء کو اوچ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی علوم بیبوڑ میں چھ سال تک حاصل کی۔ اساتذہ کے مشورے سے سہارنپور چلے گئے وہاں کافیہ، شرح جامی اور ہدایہ وغیرہ کا امتحان پاس کر کے مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۴۵ء کو دار لعلوم سہارنپور میں دورہ تفسیر اور دورہ حدیث پڑھیں۔ آپ کو اللہ بہترین حافظہ سے نوازا تھا۔ چاروں ہدایۃ آپ کو زبانی یاد تھیں۔ مولانا الیاس، مولانا ذکریا، مولانا خلیل، مولانا عبدالرحمٰن وغیرہ آپ کے خاص اساتذہ تھے۔

علمی خدمات

فراغت کے بعد آپ اپنے اساتذہ کرام کے مشورے سے ڈابیل ہندوستان کے ایک محلہ میں درس وتدریس کے لیے چلے گئے اور ایک سال تک تدریس کی۔ اس کے بعد ۱۹۴۷ء کو اپنے آبائی گاوں اوچ تشریف لے آئے۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ گئے اور کچھ وقت کے لیے احادیث پڑھائی۔ اس کے بعد دارالعلوم سرحد

پشاور تشریف لے گئے اور وہاں احادیث پڑھائیں۔آپ ۱۹۹۸ء کو فوت ہوئے۔[37]

خلاصہ بحث

دیر خیبر پختونخوا پاکستان کے شمال میں بلند و بالا پہاڑوں اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل ایک علاقہ ہے۔جو دو اضلاع (دیر اَپَر اور دیر لوئر) میں تقسیم کیا گیا ہے۔دیر سیاسی، مذہبی، علمی، سماجی اور تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل اور زرخیز علاقہ ہے۔دوسرے علاقوں کی طرح دیر میں بھی بڑے بڑے علماء کرام پیدا ہوئے، جن میں سے چند علماء کا تعارف اور حدیثی خدمات کا جائزہ اس آرٹیکل میں لیا گیا ہے۔دیر کے ان بلند پایہ علماء کرام نے جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، کلیۃ الشرعیۃ محمد ابن مسعود الاسلامیہ ریاض وغیرہ میں جید علماء کرام، مثلا مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا رسول خان، مفتی محمد شفیع، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد یوسف بنوری وغیرہ سے استفادہ کیا۔دوسرے علماء کی طرح انہوں نے بھی حدیث کی بے لوث خدمات انجام دی ہیں۔ کہیں تدریس کی شکل میں، تو کہیں تحریر، اور کہیں پند و نصیحت تو کہیں تصوف کی شکل میں احادیث کی خدمات انجام دی ہیں۔ عربی زبان جو کہ ام الالسنہ ہے اور جس کی بڑی اہمیت اور فضیلت بیان ہوئی ہے۔ان علماء کرام نے دوسرے زبانوں کی طرح عربی زبان میں بھی حدیث کی خدمات انجام دیں۔ان علمائے کرام میں سے ایک مولانا غلام حبیب صاحب ہیں، جنہوں نے عربی زبان میں صحیح بخاری کی شرح ''مصباح القاری لجامع صحیح البخاری'' لکھی۔اسی طرح شیخ عبدالشکور صاحب نے بھی عربی زبان میں ''ضبط الاصول لما نُسب الی الرسول ﷺ'' لکھی شیخ فدا محمد، مولانا جمیل احمد، مولانا عبدالغنی، قاضی عبدالسلام، شیخ عبدالحلیم عرف دیر باباجی اور قاضی حضرت محمود نے بھی احادیث نبوی ﷺ سے متعلق کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔اسی طرح تحریری خدمات کے ساتھ ساتھ تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔

References

1 Captain A.H.Mcmahon, C.S.I., C.I.E. Political agent Dir, Swat and Chitral, and Lieutenant A.D.G.Ramsay assistant political agent dir and swat Report on the tribes of Dir,swat and Bajour together with the Utman khel and sama ranizai, Saeed book bank Peshawar , page No. 56.

2 Maulana Muhammad Isma'el Raihan, Tareekh e Afughanistan, Al Manhal, Gulistan e Jauhar, University road, Karachi, 2014, Vol: 01, Page No. 383.

3 Sulaiman Shahid, Gumnam Riasat, Awais Printing press Lahore, 2015, Vol: 01, Page No. 48.

4 Ahmad Hassan Zayyat, Tarikh Adab e Arabi, Muhammad Bashir & Sons Printig Press, Urdu Bazar Lahore, 1999, Page No. 24.

5 Saeedullah Mazara, Hifazat e Quran, Taj Kutub Khana, Qissa Khwani Bazar Peshawar, 1990, Page No. 135.

6 Muhammad Razi Uthmani, Al-Munjid, Dar ul Isha't Karachi, 1974, Page No. 193.
7 Burhanuddin Ibrahim Bin Umar, Al-Nikat ul Wafia Bema fi Sharh Al-Wafia, Maktaba Al-Rashid, Berot Labnan, 2007, Vol: 1, Page No. 64.
8 Abdullah Bin Yousuf Al-Jadi', Tahrir Uloom ul Hadith, Muassisa Al-Rayyan, Berot Labnan, 2003, Vol: 1, Page No. 17.
9 Sura Al-Hashar, 59 : 7
10 Malik bin Anas, Al-Muatta, Dar ul Fikar, Berot Labnan, 1410 H, Kitab ul Qadar, Hadith No. 1596.
11 Abudaoud Sulaiman bin Ash'ath Al- Sajistani, Al-Sunan, Dar Ihya Al-Turath Al-'Arabi, Berot Labnan, Kitab ul 'ilam, Hadith No. 3662.
12 Al-Tabarani Sulaiman bin Ahmad, Mu'jam Al-Ausat, Dar ul Fikar, Berot Labnan, 1420 H, Vol: 4, Page No. 77, Hadith No.5846.
13 Dr. Mehmood Ahmad Ghazi, Mahazarat e Hadith, Al-Faisal Nasiran e Kutub, Urdu Bazar, Lahore, 2012, Page No. 29.
14 Mahazarat e Hadith, Page No. 278, 280 & 445.
15 Interview, Dr. Iqbal Munir, Chairperson Shari'a Department, Islamic International University, Islamabad, April 15, 2018.
16 Sura Al-Mujadala, 58 : 11
17 Ibn e Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid bin Majah, Al-Sunan, Dar ul Fikar, Berot Labnan, 2000, Al-Muqaddima, Page No. 20.
18 Interview, Maulana Ghulam Habib, Dar ul Uloom Ihya Al-Uloom, Temargara Dir, July 9, 2018.
19 Maulana Ghulam Habib, Misbah ul Qari Sharh Al-Sahih Al-Bukhari, Makhtoot, Maktaba Dar ul Uloom Ihya Al-Uloom, Temargara Dir, Page No. 9.
20 Aizan.
21 Aizan, Page No. 31.
22 Aizan, Page No. 33.
23 Aizan, Page No.73.
24 Shaikh AbdulShakoor, Zabt ul Usool Lima Nusiba Ilarrasool, Jami'a Dar ul Uloom Ta'lim ul Quran, Khaal, Dir(L), 2018, Page No. 2-7.
25 Aizan, Page No. 17.
26 Aian, Page No. 11.
27 Sura Al-Qamar, 54: 17.
28 Sura Al-Nahal, 16 : 44.
29 Zabt ul Usool Lima Nusiba Ilarrasool, Page No. 20.
30 Aizan, Page No. 23.
31 Aizan, Page No. 25 , 28.
32 Interview, Prof. Dr. Izaz Ali, GPGC Temargara, Dir, June 18, 2018.
33 Interview, Hammad Ahmad, Jami'a Rahmania, Dargai, June 22, 2018.
34 Muhammad Qasim, Tazkita 'Ulama e Sarhad, Dar ul Quran Wa Al-sunna, Aadina, Swabi, 2015, Vol: 1, Page No. 308.
35 Interview, Qazi Abd ul Salam, Dar ul Uloom Ma'arif ul Quran, Temargara Dir, July 31, 2018.
36 Abdurrahman Haqqani, Qafila e Haq, Shu'aib sons Publisherz, Mingora, Swat, 2011, Page No. 55.
37 Interview, Maulana Imdadullah, Dar ul Uloom Sarhad, Peshawar, September 9, 2018.